گورنر کا پیغام

ستمبر 2008ء میں جب عالمی سطح پر معروف ایک مالی ادارے کے انہدام نے بحران میں ازسرنو شدت پیدا کردی اور بین الاقوامی مالی نظام منڈیوں کی ہلچل سے نمٹنے میں مصروف تھا، پاکستان کی معیشت بھی بگڑتی ہوئی صورتحال میں بیرونی و اندرونی عوامل کی بنا پر ابھرنے والے کئی چیلنجز سے دوچار تھی۔ مالی سال 05ء سے معاشی عدم توازن میں مسلسل اضافہ آخر بگڑتے ہوئے اقتصادی اور مالی اشاریوں کی شکل میں ظاہر ہونے لگا۔ گرانی کا دباؤ برقرار رہا، مالیاتی خسارہ تیزی سے بڑھا، جاری حسابات کا خسارہ بلند ترین سطح تک پہنچ گیا، اسٹاک مارکیٹ چار مہینوں تک عملاً بند رہی اور بیرونی سرمایہ کاری ختم ہوگئی۔ حوصلہ افزا پہلو صرف یہ تھا کہ بھرپور ملکی ترسیلات زر آتی رہیں اور بینکاری شعبے کی استقامت مشکل حالات سے نمٹنے میں معاون ثابت ہوئی، گوکہ معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے باعث غیرادا شدہ قرضوں میں اضافے کا دباؤ رہا۔ تیزی سے بگڑتی ہوئی معاشی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے ملکی حالات سے ہم آہنگ معاشی استحکام پروگرام تشکیل دیا۔ اس پروگرام کا آغاز نومبر 2008ء میں آئی ایم ایف سے ہونے والے اسٹینڈ بائی اریجمنٹ کی مدد سے کیا گیا۔

اسٹیٹ بینک نے قیمتوں میں استحکام اور نمو کے مابین توازن قائم رکھنے کے بنیادی فریضے پر اپنی توجہ مرکوز رکھی ہے۔ اسٹیٹ بینک کو گرانی کے دباؤ کے بارے میں مسلسل تشویش رہی کیونکہ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بلند گرانی کے دور میں معاشی نمو میں اضافہ ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ اسٹیٹ بینک نے مالی نظام کے استحکام کو یقینی بنانے کی کوششیں جاری رکھیں اور بینکاری نظام کو درپیش خطرات اور مشکلات سے نمٹنے کے لیے بروقت موزوں اور درست اقدامات کیے۔

معاشی استحکام پروگرام کے تحت زری و مالیاتی پالیسی کو سخت کیا گیا تاکہ ساختی مسائل کو حل کیا جاسکے۔ آئندہ مہینوں میں مذکورہ اقدامات کے مثبت نتائج برآمد ہوئے اور مالیاتی خسارے کو مالی سال 08ء کے 777.2 ارب روپے سے کم کرکے مالی سال 09ء میں 680.4 ارب روپے پر لایا گیا جو جی ڈی پی کا 5.2 فیصد (مالی سال 08ء میں 7.4 فیصد تھا) بنتا ہے۔ ایسا زراعانت کے خاتمے اور ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی سے ممکن ہوا۔ دوسری جانب زری سخت گیری نے گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر نمایاں اثرات مرتب کیے اور یہ اگست مالی سال 09ء کی 25.3 فیصد بلند سطح سے گر کر جون مالی سال 09ء میں 13.1 فیصد پر آگئی جس سے اسٹیٹ بینک کو اپنے پالیسی موقف میں تبدیلی کا موقع مل سکا۔ گذشتہ چار برسوں میں مسلسل توسیع کے بعد جاری حسابات کا خسارہ مالی سال 09ء میں خاصی کمی کے بعد جی ڈی پی کے 5.3 فیصد پر آگیا جبکہ مالی سال 08ء میں 8.4 فیصد تھا۔ معیشت کی کمزوری اور خطرات کی نوعیت کے پیش نظر ابھی مزید محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

اسٹیٹ بینک نے بدلتے ہوئے معاشی و کاروباری حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بینکاری شعبے کی اعانت کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ کم ازکم سرمائے کی شرائط کو بہتر بناتے ہوئے 10 ارب روپے کردیا گیا جس پر مرحلہ وار دسمبر 2010ء تک عملدرآمد ہوگا، بڑھتے ہوئے غیرادا شدہ قرضوں کے حوالے سے یہ اجازت دی گئی کہ تموین کے لیے ضمانت کی قیمت فروخت لازم کا 30 فیصد استعمال کیا جاسکتا ہے۔ دیوپیکر مالی اداروں کے لیے پیچیدہ ضوابطی شرائط کو دیکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے ایس ای سی پی کے ساتھ مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے ہیں تاکہ ان کی جامع نگرانی کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایس بی پی ایکٹ 1956ء اور بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء میں نظرثانی سمیت قانونی فریم ورک کو جدید بنانے کے لیے پیش رفت کی جارہی ہے جبکہ تحفظ امانت اسکیم اور تحفظ صارف ایکٹ متعارف کرانے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

قیمتوں کا استحکام: گرانی کے دباؤ میں کمی کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے اپریل م س09ء اور اگست م س10ء میں اپنے پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس کی کرکے اسے 13 فیصد کر دیا۔ اضافی طلب کے دباؤ کو مسلسل کم کرنے کی پالیسی سے گرانی کو پست سطح پر لانے میں مدد ملی ہے۔ تاہم مرحلہ وار ختم ہونے والے زراعانت کے باعث آئندہ مہینوں میں گرانی پر مؤخر اثرات اور دیگر معاشی کمزوریوں کی بنا پر اسٹیٹ بینک کو محتاط رہنا ہے۔ مالی سال 09ء میں اسٹیٹ بینک نے تین زری پالیسی بیانات جاری کیے، ایک پہلی ششماہی کے لیے اور پھر آخری دو سہ ماہیوں کے لیے ایک ایک۔ نومبر م س09ء میں اسٹیٹ بینک نے عبوری زری اقدامات کا اعلان بھی کیا۔ غیریقینی حالات و بدلتی ہوئی معاشی صورتحال کو دیکھتے ہوئے اور زری پالیسی کی اثرانگیزی کو بڑھانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے جنوری م س09ء میں زری پالیسی بیانات کی تعداد میں اضافے کا فیصلہ کیا۔ پہلے سہ ماہی بنیادوں پر بیانات

جاری کیے گئے پھر اگست م س 2010ء سے ان کی تعداد میں مزید اضافہ کرتے ہوئے ایک مالی سال میں چھ بار اجرا کا فیصلہ کیا گیا۔ اب جولائی، ستمبر، نومبر، جنوری، مارچ اور مئی کے آخری ہفتوں میں زری پالیسی فیصلوں کا اعلان کیا جائے گا۔ زری پالیسی کی تشکیل کے عمل میں شفافیت اور ساکھ کو مزید بڑھانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایک زری پالیسی کمیٹی تشکیل دی ہے جو اندرونی و بیرونی ارکان پر مشتمل ہے۔ یہ کمیٹی نومبر مالی سال 10ء سے غور وخوض شروع کرے گی۔

زری پالیسی فریم ورک کو مزید بہتر بنانے کے لیے م س 09ء میں قرضوں اور زری انتظام کو الگ الگ کر دیا گیا۔ جنوری م س 09ء میں ٹریژری بلز اور پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز کی بنیادی نیلامیوں میں قطع یافت کا فیصلہ کرنے کی ذمہ داری وزارت خزانہ کو منتقل کر دی گئی جبکہ اسٹیٹ بینک کو نیلامیوں کے آپریشنل فرائض تفویض کیے گئے۔ اس اقدام کا مقصد اس بات کا اظہار کرنا تھا کہ قطع یافت میں ہونے والی تبدیلیاں زری پالیسی میں تبدیلی کی عکاسی نہیں کرتیں جبکہ اس سے اسٹیٹ بینک کو سیالیت کے انتظام کو زری پالیسی کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے میں مدد ملے گی۔

ذخائر کا انتظام: مالی سال 09ء کی پہلی ششماہی میں بازار مبادلہ میں دباؤ برقرار رہا۔ جولائی تا اکتوبر م س 09ء کے دوران جاری حسابات کے خسارے میں م س 08ء میں دیکھے جانے والے بگاڑ میں مزید تیزی آ گئی جس کا اہم سبب درآمدات کے بلند نرخ اور بیرونی مالی رقوم کی آمد میں تیزی سے کمی تھی۔ اس کے نتیجے میں ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں تیزی سے کمی ہونے لگی اور شرح مبادلہ پر دباؤ میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی نے ملک کی بیرونی واجبات ادا کرنے کی صلاحیت کو بری طرح متاثر کیا اور عالمی مالی بحران نے اقتصادی منتظمین کے لیے سرمائے کی عالمی منڈیوں تک رسائی کو مشکل بنا دیا۔ معاشی استحکام پروگرام کے نفاذ کے بعد آنے والے مہینوں میں ملک کے بیرونی کھاتے میں نمایاں بہتری آئی ہے۔ اس سے اسٹیٹ بینک کو زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھا کر آخر جون م س 08ء کی 11.4 ارب ڈالر کی سطح کے تقریباً برابر لانے میں مدد ملی جبکہ اکتوبر م س 09ء میں یہ ذخائر گر کر 6.7 ارب ڈالر رہ گئے تھے۔

ذخائر کے انتظام کی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنانے کی اسٹیٹ بینک کی کوششوں کے سلسلے میں م س 09ء کے دوران سرمایہ کاری جزدان کے بھرپور انتظام کے ذریعے اس کی نفع آوری میں خاصا اضافہ کیا گیا۔ خام منافع کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک 2.31 فیصد منافع کمانے میں کامیاب رہا جو اگرچہ م س 08ء کے 4.9 فیصد سے کم ہے لیکن عالمی مالی منڈیوں کی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے کافی معلوم ہوتا ہے۔

مالی نظام کا استحکام: بینکاری شعبے کے ضابطہ کار اور مرکزی بینک کی حیثیت سے پاکستان میں مالی استحکام کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری اسٹیٹ بینک پر عائد ہوتی ہے۔[1] اسٹیٹ بینک مالی استحکام کے تحفظ کے مقصد کو مالی منڈیوں، مالی اداروں اور مالی ڈھانچے کی ہموار و مؤثر مالی وساطت کے تناظر میں دیکھتا ہے تاکہ یہ شعبہ اندرونی و بیرونی دھچکوں کا سامنا کرنے کے قابل ہو سکے اور اہم خطرات سے اس طرح نمٹا جائے کہ نظام کو کم سے کم خطرات لاحق ہوں۔

اسٹیٹ بینک کی جانب سے مالی استحکام کے باقاعدہ جائزے کی تیاری کا یہ تیسرا سال ہے اور اس میں ملکی و عالمی مالی شعبوں دونوں میں ہونے والی پیش رفت کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ بینکاری شعبے کی نگرانی اور جانچ کے موجودہ عمل کے علاوہ اسٹیٹ بینک غیر بینک مالی اداروں، شعبہ بیمہ، پنشن فنڈز اور سرمایہ منڈیوں کا بھی آزادانہ جائزہ لیتا ہے، اگرچہ ان شعبوں کا نگراں سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان ہے۔

حال ہی میں قائم ہونے والے شعبہ مالی استحکام (جو زری پالیسی و تحقیق گروپ میں شامل ہے) کو پالیسی کی تشکیل و تحقیق کے تناظر میں مالی استحکام کا آزادانہ جائزہ لینے کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ یہ شعبہ مالی استحکام کے سالانہ جائزے اور مالی استحکام کے کلّی محتاطیہ فریم ورک کی تیاری کا ذمہ دار بھی ہے۔ شعبہ مالی استحکام نے اسٹیٹ بینک کے لیے مالی استحکام کے فریم ورک کو وضع کرنا شروع کر دیا ہے جبکہ بینکاری شعبے میں کلّی دباؤ کی جانچ کے پہلے مرحلے کا آغاز ہو گیا ہے۔

مالی خدمات تک رسائی: پاکستان کے مالی شعبے میں اصلاحات کا ایک اہم مقصد ایسے شعبوں تک مالی خدمات کی رسائی کو ممکن بنانا تھا جنہیں اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ اس

[1] بینک دولت پاکستان ترقیاتی مالیاتی اداروں اور زرمبادلہ کمپنیوں کا بھی ضابطہ کار اور نگراں ہے۔

مقصد کے لیے اسٹیٹ بینک نے 2006ء میں ترقیاتی مالیات گروپ تشکیل دیا تھا جس نے معیشت کے پسماندہ طبقوں کو مالی خدمات بہم پہنچانے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے جولائی 2008ء میں برطانیہ کے محکمہ برائے عالمی ترقی (ڈی ایف آئی ڈی) کے اشتراک سے مالی شمولیت پروگرام کا آغاز کیا تھا جس کی مالیت 5 کروڑ برطانوی پاؤنڈ ہے اور اس پر عملدرآمد اسٹیٹ بینک کی ذمہ داری ہے۔ 2008ء میں فریقین سے وسیع تر مشاورت کے بعد یہ پروگرام تیار کیا گیا ہے اس سے اسٹیٹ بینک کو پاکستان میں خرد مالکاری کی حکمت عملی پر عملدرآمد میں مدد ملے گی جس کی منظوری وزیراعظم نے 2007ء میں دی تھی۔ اس پروگرام کا مقصد خرد مالکاری کے شعبے کی استعداد میں اضافہ کرتے ہوئے 2010ء تک اس کے قرض گیروں کی تعداد کو بڑھا کر تیس لاکھ اور 2015ء تک پچاس لاکھ تک کرنا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد اس شعبے کو زر اعانت پر مبنی غیر رسمی ادارہ جاتی نظام سے بدل کر منڈی پر مبنی باضابطہ ادارہ جاتی نظام میں ڈھالنا ہے۔ مزید برآں، اس پروگرام کا ایک اور مقصد ترسیلات زر کے نظاموں، بلادفتر بینکاری، ایس ایم ای میں توسیع اور دیہی مالکاری میں بہتری کے ذریعے مالی شمولیت کی اعانت کرنا ہے۔

مالی شمولیت پروگرام کا مقصد منڈی پر مبنی اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے غریب اور پسماندہ طبقوں کی مالی خدمات تک رسائی کو بہتر بنانا ہے۔ مالی شمولیت پروگرام کی اہم ترجیح خرد، چھوٹی اور دیہی کاروبار کو پائیدار مالی خدمات فراہم کرنا ہے جس کے لیے تخصیصی سہولتیں متعارف کرائی گئی ہیں۔ اس پروگرام نے پہلے ہی سال میں، جسے ابتدائی مرحلہ سمجھا گیا تھا، خاصی پیش رفت کی ہے۔ بینک دولت پاکستان کے شعبہ خرد مالکاری نے کامیابی کے ساتھ اس پروگرام کی تین اہم ترین اختراعات متعارف کرائی ہیں جن میں خرد مالکاری قرضہ جاتی ضمانت اسکیم (ایک کروڑ پاؤنڈ)، ادارہ جاتی استحکام فنڈ (ایک کروڑ پاؤنڈ) اور تکنیکی معاونت کے اجزا شامل ہیں۔ مزید برآں، مالی شمولیت پروگرام میں خرد مالکاری کو ترجیحی حیثیت حاصل ہونے کی وجہ سے اس پروگرام کے دفتر کو شعبہ خرد مالکاری میں ضم کر دیا گیا ہے۔ صنفی توازن پر مبنی پرعزم پیشہ ور افراد کی ایک ٹیم اور آئی ایس ایف اور ایم سی جی ایف جیسے ضروری اجزا کے لیے درکار مستحکم ڈھانچہ تشکیل دے دیا گیا ہے۔ دوسرے مرحلے میں اس پروگرام کی توجہ مالی اختراعات فنڈ (ایک کروڑ پاؤنڈ)، چھوٹی و دیہی مالکاری ضمانت (ایک کروڑ پاؤنڈ) اور ترسیلات زر، بلادفتر بینکاری اور مالی خواندگی کو بڑھانے پر مرکوز ہوگی۔ کثیر ڈونرز پر مبنی فنڈ برائے قرضہ جاتی توسیع پر کام کیا جا رہا ہے۔

بینکاری شعبے کی جامع ضابطہ کاری و نگرانی: پاکستان کی مالی منڈیوں اور اداروں میں گذشتہ چند برسوں کے دوران جامعیت اور تنوع کے لحاظ سے نمایاں تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ 2000ء سے بینکوں کے بینکوں اور غیر بینک مالی کمپنیوں کے ساتھ انضمام اور تحویل کے 40 سے زائد سودے ہوئے۔ دوسری طرف کئی بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کے ساتھ ساتھ ان کے ہولڈنگ گروپوں نے اپنی سرگرمیاں ان شعبوں میں بھی شروع کی ہیں جن میں بینکوں کو یا تو اجازت نہ تھی یا پھر وہ دلچسپی نہ رکھتے تھے۔ ایسے شعبوں میں بیمہ، اثاثوں کا انتظام، بروکریج، اجارہ اور دیگر غیر بینکی مالی خدمات شامل ہیں۔ مختلف بینکوں کا انتظام چلانے والے کئی گروپ مالی خدمات کے ساتھ معیشت کے غیر مالی حقیقی شعبے میں بھی حصہ دار بن گئے ہیں۔ مالی اور غیر مالی شعبوں میں ان حصہ داریوں کا دائرہ ملک سے باہر تک جاتا ہے۔ چنانچہ بینکوں کی سرگرمیوں اور روابط کا دائرہ بے حد متنوع ہو چکا ہے جس کے سبب نگرانی کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے لیے کئی خدشات ابھر کر سامنے آ گئے ہیں۔

پیچیدہ اور متحرک ماحول کے درپیش چیلنجز کو سمجھتے ہوئے اور بینکاری کی مؤثر نگرانی کے بنیادی قواعد پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے بینکاری نظام کی جامع نگرانی کا ڈھانچہ تشکیل دینے کے ایک منصوبے کا آغاز کیا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے ابتدائی طور پر مس08 میں ایک فریم ورک وضع کیا تھا جس پر بینک کے اندر مختلف فورمز پر جامع تبادلہ خیال کیا گیا۔ مذکورہ فریم ورک اور قانون سازی میں مجوزہ ترامیم وزارت خزانہ اور سیکورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی) کو فراہم کی گئی ہیں اور اسے مزید بہتر بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک اور ایس ای سی پی کے درمیان مشاورت جاری ہے۔ اسٹیٹ بینک اور ایس ای سی پی اس فریم ورک کے خدوخال اور قانون سازی کے لیے مختلف ترامیم اور متعلقہ قواعد وضوابط پر غور وخوض کر رہے ہیں۔

ادائیگی کے نظاموں میں بہتری: پاکستان میں ادائیگیوں کے نظام نے بتدریج ترقی کی ہے اور اب ادائیگی کے نقد و کاغذ پر مبنی روایتی طریقوں کی جگہ جدید ٹیکنالوجی پر مبنی ادائیگی کے نظام نے لے لی ہے۔ اس عمل کی ایک اہم پیش رفت پاکستان میں بروقت بین البینک چکتائی (پرزم) کے طریقہ پر عملدرآمد ہے جسے بڑی قدر کے حامل سودوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے یکم جولائی 2008ء کو نافذ کیا گیا تھا۔ اس کے آپریشن میں سہولت دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے شرکا کی آسانی کے لیے پرزم کے عملی قواعد اور رہنما خطوط جاری کیے ہیں۔

پرزم کے تحت انجام دی جانے والی اہم خدمات میں نقد ادائیگیوں کی بروقت چکتائی اور حکومتی وثیقہ جات سے متعلق ادائیگیاں شامل ہوتی ہیں۔اس نظام کے ذریعے براہ راست شرکا حکومتی وثیقہ جات کی آن لائن خرید وفروخت بھی کرسکتے ہیں۔ان سودوں کی بروقت چکتائی کے لیے شرکا کے کھاتوں میں خاطر خواہ رقوم کا موجود ہونا ضروری ہے۔اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے یہ نظام شرکا کو دو اہم آپشنز دیتا ہے۔اول یہ کہ ادائیگی کو بعد کی کسی ایسی تاریخ تک موخر کیا جاسکتا ہے جس میں فنڈز دستیاب ہوں۔شرکا اپنی ترجیحات کے مطابق اپنی ادائیگیوں کی تاریخوں کا تعین کرسکتے ہیں۔اس کے متبادل کے طور پر شرکا اسٹیٹ بینک کی جانب سے دن میں فراہم کی جانے والی ضمانت شدہ سیالیت امروز کی سہولت (آئی ایل ایف) سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اطلاعاتی ٹیکنالوجی اور معاون انفراسٹرکچر: اسٹیٹ بینک میں نافذ اطلاعاتی ٹیکنالوجی کا مرکزی نظام ترقی کرکے اب بے حد نفیس و پیچیدہ ہوچکا ہے اور اسٹیٹ بینک کے آپریشنز میں یہ ایک گراں قدر اضافہ ہے۔اس نظام کے ذریعے بجلی اور ماحول، نیٹ ورک کنکٹی وٹی اور ڈزاسٹر ریکوری سیٹ اپ میں بیک اپ متعارف کرائے گئے ہیں جس سے اطلاعاتی ٹیکنالوجی کی سیکورٹی بہتر ہوگئی اور آپریشنل خطرات گھٹ گئے ہیں۔گذشتہ برس کے دوران اطلاعاتی ٹیکنالوجی کی اہم ایپلی کیشنز میں نئے وظائف کا نمایاں اضافہ کیا گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک خودکاری کے شعبے میں حساس پیش رفت کے لیے اپنے اطلاعاتی ٹیکنالوجی کے پلیٹ فارم کو بڑھانے کی بہتر پوزیشن میں ہے۔

انسانی وسائل کا انتظام: انسانی وسائل کا شعبہ ادارے کے انسانی وسائل کو مزید بہتر بنانے کے لیے نئی پالیسیوں کے نفاذ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ادارے میں بھرتیوں، ملازمین کی ابتدائی تربیت، کارکردگی کی جانچ اور بہتری کے نظام (PMIS) اور ترقیوں جیسے معاملات کی پالیسیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

آخر میں، میں اسٹیٹ بینک کے سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز کا شکر گذار ہوں جس نے بدلتے ہوئے معاشی حالات میں مجھے اپنی بنیادی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں تعاون فراہم کیا۔محنتی اور باصلاحیت عملے کے تعاون سے اسٹیٹ بینک اپنے فریضے کی ادائیگی اور حکومت سے تعاون کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

سید سلیم رضا
گورنر، بینک دولت پاکستان